خطبہ زینبؑ
کا
تاریخی پس منظر

سید محمد رضوی

(ٹورونٹو، کینیڈا)

2012 / 1434

یہ مضمون پہلی بار ۲۰۱۲ میں
کشکول نیو جرسی (نمبر ۲) صفحہ ۵۸۴ - ۵۹۳
(مرتبہ ڈاکٹر منظور نقی رضوی)
میں شایع ہوا ہے۔

سید محمد رضوی

(ٹورونٹو، کینیڈا)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین

و الصلاۃ و السلام علی محمد سید المرسلین و آلہ الطاہرین

تمہید:

جناب زینب (علیہا السلام) رسولؐ اسلام کی نواسی، علیؑ و فاطمہؑ کی بیٹی اور حسنینؑ کی بہن ہیں۔ حصار نور میں پیدا ہوئیں اور دامن عصمت میں پروان چڑھیں جس کے اثر میں علم و تقوی کے اس مرتبہ پر فائز ہوئیں کہ شیعہ علماء انہیں ''**محفوظۃ عن الخطأ**'' کے عنوان سے یاد کرتے ہیں۔

جناب زینبؑ کی زندگی کا اہم‌ترین واقعہ سانحہ کربلاء ہے جس کے پہلے مرحلہ کی قیادت امام حسینؑ نے کی اور دوسرے مرحلہ کی قیادت حضرت زینبؑ نے کی۔ کربلاء کے بعد کے حالات میں جناب زینبؑ کے خطبے بہت ہی اہمیت کے حامل ہیں، خصوصاً وہ خطبہ جو یزید کے دربار میں دیا گیا تھا۔

جناب زینبؑ کے اس معرکۃ الاعلیٰ خطبے کی اہمیت اور اُس کے دُوررَس اثرات کو سمجھنے کیلئے تاریخِ شام اور اموی سیاست کا سمجھنا ضروری ہے ۔ میں نے اس مضمون میں اسی تاریخی پس منظر کو اور خطبے کے اہم فقرات کو پیش کرنے کی کوشش کی ہے ۔

فتحِ شام اور آلِ ابی سفیان:

مرسلِ اعظمؐ کے وفات کے وقت اسلام صرف جزیرہ نما عرب تک محدود تھا۔ خلفاء کے دورِ فتوحات میں مسلم ریاست کی توسیع ہوئی جس میں شام، مصر، عراق اور فارس پر مسلمانوں کا قبضہ ہوا۔

اس دور میں شام صرف موجودہ مملکت ''سوریہ'' تک محدود نہیں تھا بلکہ پہلی عالمی جنگ تک اس کے حدودِ اربعہ میں لبنان، اردن اور فلسطین بھی شامل تھے۔ شام کے اس وسیع رقبہ کو تاریخ میں ''الشامات'' (Greater Syria) کہا جاتا ہے۔

خلیفہ اول کے دور میں فتحِ شام کیلئے تین مختلف افواج تشکیل دی گئیں جس میں عمرو بن العاص کے علاوہ ایک لشکر کی سربراہی یزید بن ابی سفیان کو سونپی گئی! یزید بن ابی سفیان کی یہ تقرری ۱۳ھ میں ہوئی اور خلیفہ اول نے اُسے دمشق کا والی بنایا ۔[1]

---

[1] البدایة و النهایة، ابن اثیر ج۷ (بیروت: دار الفکر، ۱۹۸۶ء) ص۳۰، ۳۱۔ الاعلام، خیر الدین زرکلی ج۷ (بیروت: دار العلم، ۱۹۸۹ء) ص۶۱۵۔ اسد الغابة، ابن الاثیر ج۴ (بیروت: دار الفکر، ۱۹۸۹ء) ص۱۵۷۔ تاریخ الطبری، ج۳ (بیروت: دار التراث، ۱۹۶۷ء) ص۳۸۷۔

اسی دوران میں اس کے چھوٹے بھائی معاویہ کو اردن کا والی مقرر کیا۔ خلیفہ ثانی نے ابو سفیان کے بیٹوں کو نہ صرف والی کے منصب پر برقرار رکھا بلکہ انہیں ترقی دی۔ ۱۸ھ میں وبا کی وجہ سے یزید بن ابی سفیان اور دوسرے امراء لشکر کا انتقال ہوگیا۔ یزید کے مرنے پر، خلیفہ ثانی نے معاویہ بن ابی سفیان کو دمشق اور اردن کا گورنر مقرر کیا۔[۲] خلیفہ ثالث نے معاویہ کو پورے مملکت شام کا والی مقرر کیا۔[۳]

تاریخ کے اس اجمالی سیر سے تین باتیں واضح ہیں:

(۱) ملک شام، دورِ رسالت میں، مشرقی روم کے سلطنت کا ایک حصہ تھا اور اس کے اکثر و بیشتر باشندے عیسائی تھے۔

(۲) فتح کے روز اول سے شام کے باشندوں نے جو کچھ اسلام کے بارے میں سیکھا یا سنا تھا، وہ سب کچھ آل ابی سفیان کی سرپرستی میں ہوا۔ شامیوں نے نہ رسولؐ کی زیارت کی تھی، نہ مدینہ کے مسلمانوں کو دیکھا تھا، اور ان کا تنہا ذریعہ اسلام کے افکار و اقدار کو سمجھنے کیلئے بنو امیہ ہی تھے۔ آل ابی سفیان نے شامیوں کی اس نادانی سے بھرپور فائدہ اٹھایا اور ان کا ذہنی استحصال کیا۔ اور معاویہ کو رسولؐ کے عزیز و قریب ثابت کرنے کیلئے "**خال المومنین**" اور "کاتب وحی" کے مفروضہ القاب کا خوب پرچار کیا گیا۔ "مفروضہ" اس لئے کہ کبھی بھی رسولؐ کے دوسرے برادران نسبتی (جیسے عبداللہ بن عمر یا محمد بن ابی بکر) کو "**خال المومنین**" نہیں کہا گیا، اور نہ ہی زید بن ثابت یا خالد بن سعید کو اس زور و شور سے "کاتب وحی" کہا گیا۔ حقیقت تو یہ ہے کہ رسولؐ نے فتح مکہ کے بعد

---

[۲] البداية و النهاية، ج۸ ص۲۱، تاریخ ابن خلدون، ج۲ (بیروت: دار الفکر، ۱۹۸۸ء) ص ۵۴۴، ۵۷۵، تاریخ الطبری، ج۴ ص۲۸۹۔

[۳] الطبقات الکبری، ابن سعد ج۷ (بیروت: دار الکتب العلمیہ، ۱۹۹۹) ص ۲۸۵۔

ابوسفیان اور اس کی اولاد کو "طلقاء" اور "مولفة القلوب " سے زیادہ وقعت نہیں دی۔

(۳) اسی ۲۰ سے ۲۲ سال کے استحصال کے بل بوتے پر معاویہ نے امیر المومنین علی بن ابی طالبؑ کی مخالفت کی اور جنگ کے لئے بھی آمادہ ہو گیا۔ اور خلیفہ ثالث کے قتل کو لے کر معاویہ نے شامیوں کے ذہن میں امیر المومنین علیؑ کا وہ نقشہ کھینچا کہ جب علیؑ کی شہادت کی خبر شام میں پہنچی کہ علیؑ کو ضربت مسجد میں لگی ہے تو لوگ آپس میں یہی پوچھ رہے تھے کہ "آخر علیؑ مسجد میں کیا کر رہے تھے؟" یعنی ان کے ذہن میں علیؑ اور مسجد ایک جگہ نہیں ہو سکتے تھے۔

آخرکار ۴۰ ھ میں صلح کے بعد معاویہ پورے مملکت مسلمہ کا مطلق العنان حاکم بن گیا۔

معاویہ کی سیاست:

اموی حکومت کی سیاست دو مختلف بنیادوں پر استوار تھی: پروپگنڈہ اور عسکری طاقت، اور ان دونوں حربوں کا استعمال بڑی ہوشیاری سے ہوتا تھا۔ (۱) ملک شام میں پروپگنڈہ کے ذریعہ تسلط جاری رہا اور (۲) دوسرے تمام علاقوں میں (حجاز، عراق، یمن، فارس اور مصر میں) عسکری طاقت کے ذریعہ حکومت کو مسلط کیا گیا۔

یہ دو بظاہر متضاد سیاسی تدبیروں کو بہتر سمجھنے کیلئے امریکہ کی موجودہ سیاست کا جائزہ لینا مددگار ثابت ہوگا: امریکہ کی داخلی اور خارجی سیاستوں کی بنیاد مختلف ہیں:۔

اندرونی سیاسی نظام جمہوریت کی بنیاد پر قائم ہے جس میں جمہور کی رائے کا احترام ہوتا ہے، اور عوام کی رائے کو ہموار کرنے میں میڈیا کا کردار بہت ماثر ہے۔ جس کے ہاتھ میں میڈیا ہے وہ رائے عامہ کو اپنی

طرف کھینچ سکتا ہے اور اس کو ہی اکثریت کا ووٹ ملے گا۔ اس جمہوری نظام میں عوام نیکسن جیسے صدر کو ریاست کی مسند سے گرا بھی سکتے ہیں۔

خارجی سیاست میں یہی جمہور پسند امریکہ دوسرے ملکوں کے معاملات میں ان ممالک کی اکثریت کے آراء کو اپنے مفادات کے خاطر نظر انداز کر دیتا ہے اور اپنی عسکری طاقت کے ذریعہ یا مقامی ظالم حکمراں کے ذریعہ اپنی رائے کو منواتا ہے۔

امریکہ کی اس مثال کو نظر میں رکھتے ہوئے اب میں کہنا چاہونگا کہ معاویہ ملک کے "اندر" (یعنی شام میں) پروپگنڈہ کی بنیاد پر اپنی حکومت کو چلاتا رہا اور ملک کے "باہر" (یعنی عراق و حجاز و یمن و فارس اور مصر میں) شامی عسکری طاقت کے ذریعہ اپنی حکومت کو چلاتا رہا!

شامیوں کے ذہنی استحصال کو باقی رکھنے کے لیئے ہی تو معاویہ نے اپنے بیٹے یزید کو وصیت کی تھی کہ اگر دوسرے علاقوں میں بغاوتوں کو کچلنے کی ضرورت پڑے تو بے شک شامی لشکر کو استعمال کرنا "**فاذا اصبتهم فاردد اهل الشام الی بلادهم فان اقاموا بغير بلادهم تغيرت اخلاقهم**– لیکن انہیں دوسروں سے زیادہ ملنے نہ دینا ورنہ ان کے اطوار بگڑ جائینگے۔" [1] "اطوار بگڑنے" سے مراد یہ ہے کہ ان کے ذہن سے جہالت کا پردہ اٹھ جائے گا اور آل ابی سفیان کا حقیقی چہرہ ابھر کے سامنے آ جائے گا۔

اس پس منظر میں امام حسین بن علیؑ نے عالم اسلام کا جائزہ لیا تو انھوں نے امت کو دو مسائل میں گرفتار پایا: **اندرون شام**، مسلمان جہالت کے پردہ میں پڑے تھے اور **بیرون شام** (حجاز، عراق، فارس، یمن اور مصر) مسلمان خواب غفلت میں پڑے تھے

[1] الکامل، ابن الاثیر ج ۴ (بیروت: دار صادر، ۱۹۶۵ء) ص ٦.

اورانکا ضمیر مرچکا تھا۔ دو الگ الگ بیماریوں کاعلاج دو مختلف تدبیروں سے ہی ہو سکتا تھا۔ بیرون شام، امت کو ''**بیداری**'' کی ضرورت تھی اوراندرون شام، امت کو''**آگہی**'' کی ضرورت تھی۔ امت کی بیداری کیلئے حسینؑ نے شہادت کا طریقہ اپنایا اورشامیوں کی آگہی کیلئے حسینؑ نے اسیری اہل حرم کو گوارہ کیا۔ بیداریِ امت کی ذمہ داری امام حسینؑ نے لی اور آگہیِ امت کی ذمہ داری جناب زینبؑ نے لی، اسی لئے تو زینب کو ''**شریکۃ الحسین**'' کہا جاتا ہے۔

اس پورے تجزیہ کا خلاصہ یہ ہے کہ معاویہ نے شام کے چاروں طرف ایک '' آہنی دیوار iron curtain '' کھینچ دی تھی جس کی وجہ سے شامیوں تک کوئی بات نہیں پہنچ سکتی تھی اور ان کے اذہان ہمیشہ اموی شراب سے مخمور رہتے تھے۔ یہ پروپگنڈہ کی دیوار اتنی مضبوط تھی کہ نہ علیؑ کی تلوار اسے ڈھا سکی نہ حسنؑ کا قلمِ صلح اس میں شگاف پیدا کر سکا نہ حسینؑ کا خون ناحق اسے گرا سکا۔ ہاں، اگر وہ دیوار گری ہے تو جناب زینبؑ اور امام سجادؑ کے خطبوں سے گری ہے!

دربار یزید کا سماں:

یزید کا دربار سجا ہوا تھا اور شام کے امراء، شرفاء، بیرونی سفراء اور کچھ غیر مسلم مذہبی نمایندے بھی موجود تھے۔اسی دربار میں امام حسینؑ کے اہل حرم کو رسن بستہ پیش کیا گیا تھا جب کہ ان کے سروں پر چادر بھی نہ تھی۔شام کے بازار اور دربار میں یہی اعلان کیا گیا تھا کہ ایک خارجی کا سر لایا گیا ہے جس نے خلیفہ سے بغاوت کی تھی۔امام حسینؑ کے سر اقدس کو ایک طشت میں یزید کے تخت کے سامنے لا کر رکھا گیا۔

اپنی ظاہری فتح کے نشہ میں یزید اپنی چھڑی سے حسینؑ کے لبھای مبارک پر مار رہا تھا اور اسی خوشی کے عالم میں کفر آمیز اشعار کو پڑھ رہا تھا:

لعبت هاشم بالملک، فلا خبر جاء و لا وحی نـزل
لیت أشیاخی ببدر شهدوا جزع الخزرج عن وقع الأسل

بنی ھاشم (رسولؐ) نے ملک حصولی کے لئے ڈرامہ کیا ہے
ورنہ (خدا کی طرف سے) کوئی خبر آئی نہ کوئی وحی اتری
کاش میرے اجداد جو بدر (میں مارے گئے) دیکھتے
قبیلہ خزرج کا غم جو (ہمارے) نوکِ نیزہ سے لگے ہیں

یزید پلید کے اس تکبرانہ حرکت اور ملحدانہ قول کو دیکھ کر جناب زینبؑ یزید سے مخاطب ہوتی ہیں اس انداز سے کہ اسے انہیں روکنے کا بھی موقع نہ ملا!

خطبہ جناب زینبؑ [1]

(ا) تمہید:

الحمد للہ رب العالمین، و الصلاۃ علی جدی سید المرسلین۔
صدق اللہ سبحانہ کذلک یقول: ***ثُمَّ کَانَ عَاقِبَةُ الَّذِیْنَ أَسَائُوْا السّوْءَ أَنْ کَذَّبُوْا بِآیَاتِ اللّٰهِ وَ کَانُوْا بِهَا یَسْتَهزِئُوْنَ۔*** (سورت الروم آیت ۱۰)

تمام تعریفیں اس خدا کی ہیں جو عالمین کا پروردگار ہے۔ اور صلوات ہو میرے جد پر جو پیمبروں کے سردار ہیں۔ واقعا خداوند نے سچ کہا ہے: *"پھر جن لوگوں نے برائی کی تھی ان کا انجام برا ہی ہوا کیونکہ ان لوگوں نے خدا کی آیتوں کو جھٹلایا اور ان کے ساتھ مسخراپن کیا کئے۔"*

[1] اس خطبے کا متن دو حوالوں پر مبنی ہے: **الاحتجاج**، علامہ طبرسی ج ۲ (نجف: دار النعمان ۱۹۶۶ء) ص-۳۵-۳۷ اور **بلاغات النساء**، احمد بن ابی طاھر طیفور (قاھرہ: مطبعہ مدرسہ والد عباس الاول ۱۹۰۸ء) ص ۲۷-۲۵۔

تبصرہ اول: رسول اکرمؐ "میرے جد" ہیں، ہم آل رسول ہیں۔ رسول ہمارے ہیں، اے یزید، وہ تمہارے نہیں!

تبصرہ ثانی: زینب کو قرآن پر کتنا عبور تھا اس کا اندازہ آیات کے انتخاب سے ہو سکتا ہے۔ حمد الٰہی و رسول پر درود کے بعد پہلی ہی آیت بہت ہی مناسب اور یزید پر پوری اترتی نظر آ رہی ہے: یعنی اے یزید تمہارے اشعار سے یہ بات ثابت ہے کہ جو برے اعمال کرتا ہے اس کا انجام وہی ہوتا ہے کہ وہ قرآن کو جھٹلاتا ہے اور آیات الٰہی کا مزاق اڑاتا ہے۔ "آیات الٰہی" سے مراد قرآن بھی ہے اور "سر اقدس" امام حسینؑ بھی ہے!

أظننت، يا يزيد، حين أخذت علينا أقطار الأرض، و ضيقت علينا آفاق السماء، فأصحبنا تساق كما تساق الاسارى أن بنا من الله هوانا و عليک منه كرامة؟ و أن ذلک لعظم خطرک عنده؟ فشمخت بأنفک، و نظرت فى عطفک جذلان مسرورا حين رايت الدنيا لک مستوثقة و الامور لديک متسقة و حين صفى لک ملكنا و خلص لک سلطاننا۔

فمهلا مهلا، أنسيت قول الله (عز و جل): *وَ لاَ يَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا اَنَّمَا نُمْلِى لَهُمْ خَيْر لِاَنْفُسِهِمْ اِنَّمَا نُمْلِى لَهمْ لِتَزْدَادُوْا اِثْما وَ لَهمْ عَذَاب مُهِيْن۔* (سورت آل عمران، آیت ۱۷۸)

اے یزید! تم سمجھتے ہو کہ چونکہ تم نے دنیا کی وسعتوں کو ہم سے چھین لیا اور آسمان کی بلندیوں کو ہم پر تنگ کر دیا اور اس کے نتیجہ میں ہم اسیروں کی طرح کھینچے گئے تو اس سے خدا کی نظر میں ہماری ذلت اور تمہاری عزت ہے؟ اور اس میں تمہارے لئے اس کی نظر میں عظمت ہے؟ اور اس لئے اپنی ناک چڑھا رہے ہو اور بڑے سرور میں آپے سے باہر ہو رہے ہو! یہ سب اس وقت

ہو رہا ہے جب تم نے محسوس کیا کہ دنیا تیرے قبضہ میں آچکی ہے اور ملکی معاملات تیرے لئے ہموار ہو چکے ہیں اور ہماری حکومت صرف تیرے لئے ہےاور ہماری ریاست مکمل طور پر تیری ہو چکی ہے۔

لیکن رکو اور ہوش میں آو، کیا تم خدا کے اس قول کو بھول گئے ہو: 'اور جن لوگوں نے کفر اختیار کیا وہ ہرگز یہ نہ خیال کریں کہ ہم نے جو ان کو مہلت دے رکھی ہے وہ ان کے حق میں بہتر ہے، ہم نے مہلت صرف اس وجہ سے دی ہے تا کہ وہ اور گناہ کرلیں اور (آخرتو) ان کے لئے رسوا کرنے والا عذاب ہے۔'

تبصرہ ثالث: حضرت زینبؑ نے یزید پلید کو رائج القاب سے خطاب نہیں کیا بلکہ صرف اس کے نام سے پکارا ہے۔ یہ خود یزید کے رخسار پر ایک طمانچہ تھا!

تبصرہ رابع: اسد اللہ کی بیٹی کی ہمت دیکھیں: یزید ہی کے دربار میں اسی کے تخت و تاج اور حکومت کو غاصبانہ قبضہ قرار دیتی ہیں اوراس کی حکومت کو اپنی حکومت کہتی ہیں۔

تبصرہ خامس: آل عمران کی آیت سے یزید کو بتارہی ہیں کہ تو اپنی ظاہری فتح سے یہ مت سمجھو کہ خدا تم سے راضی ہے۔ خدا کے یہاں دیر ہے اندھیر نہیں ۔

(۲) یزید کے خاندانی پس منظر کی رونمائی:

ا من العدل، یابن الطلقاء، تخدیرک حرائرک و امائک و سوقک بنات رسول اللہ سبایا؟ قد ھتکت ستورھن و ابدیت وجوھھن، تحدوا بھن الاعداء من بلد الی بلد و یستشرفھن اھل المناقل و

المناهل، و يتضفح وجوههن القريب و البعيد و الشريف و الوضيع، ليس معهن من رجالهن ولي و لا من حماتهن حمی۔

اے آزاد کردہ غلام کی اولاد! کیا یہ انصاف ہے کہ تو نے اپنے گھر کی خواتین اور کنیزوں کو تو پردہ میں رکھا ہے اور رسولؐ خدا کی بیٹیوں کو اسیر بنا کر (دیار بدیار) کھینچ رہے ہو؟ تم نے ان کے پردہ کو چاک کیا، ان کے چہروں کی نمایش کی، دشمن انہیں ایک شہر سے دوسرے شہر کھینچ رہے ہیں، کارواں سرا اور آبادیوں کے لوگ انہیں دیکھ رہے تھے، قریب و دور کے لوگ اور شریف و پست لوگ ان کے چہروں کی طرف نظر کر رہے ہیں اس حال میں کہ ان کے ساتھ نہ ان کے مردوں میں سے کوئی والی ہے نہ ان کے حامیوں میں سے کوئی محافظ ہے۔

تبصرہ اول: "**یابن الطلقاء**۔ اے آزاد کردہ غلام کی اولاد۔" یزید ہی کے دربار میں شام کے امراء و عوام کے سامنے جناب زینبؑ نے یزید کے خاندانی پس منظر کو فاش کیا ہے۔ فتح مکہ کے وقت ابوسفیان اور اس کے بیٹے مسلم افواج کی ہیبت کو دیکھ کر اسلام لائے تھے۔ زینب کے نانا اگر چاہتے تو اہل مکہ (منجملہ ابوسفیان و معاویہ) کو اپنا ذاتی غلام بنا سکتے تھے، لیکن رسولؐ نے رحمت کا مظاہرہ کرتے ہوئے انہیں آزاد کر دیا اور فرمایا کہ: "... **اذهبوا انتم الطلقاء** ... جاو، تم سب آزاد کردہ غلام ہو..."

اس انکشاف سے شامیوں کو پہلی بار معلوم ہوا کہ یزید کے باپ اور دادا رسولؐ اسلام کی زندگی کے آخری دور میں مسلمان ہوئے تھے اور وہ رسولؐ کے آزاد کردہ غلام تھے۔ اس اعلان سے شامیوں کے اذہان میں "خال المومنین" کا طلسم ٹوٹ گیا!

(۳) یزید کا تربیتی پس منظر:

و لا غرو منک و لا عجب من فعلک، و کیف ترتجی مراقبة ابن من لفظ فوه اکباد الازکاء و نبت لحمه بدماء الشهداء۔ فلا یستبطی فی بغضننا اهل البیت من کان نظره الینا بالشنف و الشنان و الاحن و الاصغان۔

(تیری اس بے انصافی پر) کوئی حیرت نہیں اور نہ تیرے فعل پر کوئی تعجب ہے۔ آخر کیا امید کی جا سکتی ہے اس کی اولاد سے جس نے نیک بندوں کے جگر کو چبایا ہو اور جس کا گوشت شہداء کے خون کے چوسنے سے بنا ہو! ایسا شخص جو ہماری طرف نفرت، عداوت، عناد و کینہ بھری نظروں سے دیکھتا ہو وہ ہم اہل بیت کے بغض (کے اظہار) میں دیر نہیں کرتا ہے۔

تبصرہ اول: جناب زینبؑ اب یزید کے تربیتی پس منظر کو پیش کرتی ہیں اور یہ اعلان کرتی ہیں کہ یزید جیسے شخص سے عدل و انصاف کی توقع اس لئے نہیں کی جا سکتی ہے کہ اس کی طینت کی تشکیل میں اس کی دادی کے عناصر موجود ہیں جو انسانیت و رحمدلی سے عاری تھے۔ دلیل کے طور پر شامیوں کے سامنے جنگ احد کے اس واقعہ کی طرف اشارہ کرتی ہیں جس میں یزید کی دادی، ھندہ، نے عمِ رسولؐ جناب حمزہ کے سینہ کو چاک کروایا اور انکے جگر کو چبانے کی کوشش کی۔ یزید کی دادی ''آکلة الاکباد ۔ جگر خوار'' کے لقب سے مشہور ہوئی۔

تبصرہ ثانی: جناب زینبؑ یزید کے دل میں بغضِ اہل بیت کو بھی برملا کر رہی ہیں اور شامیوں کو یہ بتا رہی ہیں کہ آل ابی سفیان رسولؐ اسلام کے خاندان والے نہیں ہیں بلکہ ان کے دل بغضِ آل رسول سے لبریز ہیں اور وہ اس نفرت کے اظہار میں دیر

نہیں کرتے ہیں۔ جبکہ تمام اسلامی فرقے، آیت مودت کی بنیاد پر، حبِّ آلِ محمدؐ کو ضروریاتِ دین میں سے سمجھتے ہیں ۔

(۴)یزید کے عزائم:

ثم یقول فرحا، یهتف باشیاخه:

لاهلوا و استهلوا فرحا ثم قالوا: یا یزید لا تشل

منحیا علی ثنایا ابی عبد الله، سید شباب اهل الجنة، ینکتها بمخصرته، قد التمع السرور بوجهه۔

لعمری لقد نکات القرحة و استاصلت الشافة بارافتک دم ذریة محمد و شمس آل عبد المطلب، و هتفت باشاخک و زعمت انک تنادیهم، فلتردن و شیکا موردهم و لتودن انک شللت و بکمت و لم قلت ما قلت و فعلت ما فعلت۔

اللهم خذ بحقنا و انتقم ممن ظلمنا و احلل غضبک علی من سفک دمائنا و قتل حماتنا۔

یزید خوشی کے مارے اپنے (مشرک) آباء واجداد کو آواز دیتا ہے کہ اگر وہ اس کی آواز سن سکیں تو "وہ شاد ہو جائینگے اور خوشی منائینگے اور کہینگے: اے یزید، تیرا ہاتھ شل نہ ہو۔" اس نے امام حسینؑ، جوانان جنت کے سردار، کے دندانوں کو نشانہ بنایا اور اپنی چھڑی سے ان پر مار رہا تھا جبکہ اس کے چہرہ سے سرور نمایان تھا!

میں اپنی جان کی قسم کھارہی ہوں کہ محمدؐ کی ذریت اور آلِ عبد المطلب کے سورج (یعنی حسینؑ) کی خونریزی کرکے تو نے دبے ہوئے زخموں کو کریدا ہے

اور گڑے مردوں کو اکھاڑا ہے۔ اور تو اپنے بزرگوں کو آواز دے رہا ہے اور سوچتا ہے کہ تو انہیں پکار رہا ہے (جبکہ وہ مردہ ہیں اور تمہاری آواز نہیں سن سکتے ہیں) ! عنقریب تو بھی ان کے ٹھکانے پہ پہنچے گا اور اس وقت پچھتائے گا کہ کاش (تیرے ہاتھ) شل ہوتے اور (تیری زبان) گنگ ہوتی اور جو بکواس تو نے کی ہے وہ نہ کی ہوتی اور جو گناہ تو نے کیا ہے وہ نہ کیا ہوتا۔

خداوندا ہمارا حق (غاصب سے) لینا اور جس نے ہم پر ظلم ڈھایا ہے اس سے انتقام لینا اور جس نے ہمارا خون بہایا ہے اور ہمارے والیوں کو قتل کیا ہے ان پر اپنا غضب نازل کرنا۔

تبصرہ اول: شامیوں کے سامنے جناب زینبؑ آل محمدؐ اور آل ابی سفیان کے فرق کو پیش کر رہی ہیں: اگر جس سر اقدس کی ہتک یزید کر رہا ہے وہ جوانان جنت کے سردار کا سر ہے تو یزید کا ٹھکانا آخرت میں کہاں ہوگا؟ اگر مقتول جوانان جنت کا سردار ہے تو یقیناً قاتل جنتی نہیں ہو سکتا ہے!

تبصرہ ثانی: امام حسینؑ کا قتل کیوں ہوا؟ یزید کے اشعار کو دہرا کر جناب زینبؑ یہ بتانا چاہتی ہیں کہ یزید نے امام حسینؑ کا قتل کر کے بدر میں اپنے مشرک آباء و اجداد کے قتل کا بدلہ لیا ہے۔ جب یزید کی دادی کے باپ، بھائی اور چچا نے مسلم افواج کو للکارا تو رسولؐ نے بنو ہاشم سے جناب حمزہ، عبیدہ اور علیؑ کو بھیجا اور انہیں کے تلواروں سے مشرکین کے یہ سربراہ جہنم میں واصل ہوئے۔

تبصرہ ثالث: اے یزید، ابھی تو تو اپنے مشرک آباء و اجداد کو آواز دے رہا ہے لیکن عنقریب تمہارا بھی ٹھکانا وہی ہوگا اور اس وقت پچھتائے گا کہ کاش تیری زبان گنگ ہوتی اور یہ کفر آمیز اشعار زبان سے جاری نہ ہوئے ہوتے اور قتل امام حسینؑ میں ملوث نہ ہوئے ہوتے لیکن اس وقت کا پچھتانا بے سود رہے گا۔

(۵)یزید کی عاقبت:

و فعلت فعلتک التی فعلت، و ما فریت الا جلدک و جزرت الا لحمک۔ و لتردن علی رسول اللہ بما تحملت من سفک دماء ذریتہ و انتھکت من حرمتہ فی عترتہ و لحمتہ، حیث یجمع بہ شملھم، و یلم بہ شعثھم، و ینتقم من ظالمھم و یاخذ لھم بحقھم من أعدائھم۔

(اے یزید) تجھے جو کرنا تھا تو نے کر دیکھایا، لیکن تو نے اپنے ہی چمڑے کو نوچا ہے اور اپنے ہی گوشت کے ٹکڑے کئے ہیں۔ اور تو جلد ہی رسولؐ خدا کے سامنے پیش کیا جائے گا اس جرم کے ساتھ کہ تو نے آن حضرت کی ذریت کا خون بہایا اور ان کی عترت اور جگر گوشوں کے حوالے سے آن حضرت کی حرمت کو پایمال کیا، اور اس وقت خداوند عالم محمد وآل محمد کو ایک ساتھ جمع کرے گا، ان کے جدائی کو ختم کرے گا اور ان پر ظلم کرنے والوں سے بدلہ لے گا اور ان کے دشمنوں سے ان کا حق چھین لے گا۔

فلا یستفزنک الفرح بقتلھم: ***وَ لَا تَحْسَبَنَّ الَّذِیْنَ قُتِلُوْا فِی سَبِیْلِ اللّٰہ اَمْوَاتًا بَلْ اَحْیاء عِنْدَ رَبِّھِمْ یُرْزَقُوْنَ فَرِحِیْنَ بِمَا اَتَاھمُ اللّٰہ مِنْ فَضْلہِ۔***

و حسبک باللہ حاکما و برسول اللہ خصیما و بجبرئیل ظھیرا۔ و سیعلم من سول لک و مکنک من رقاب المسلمین: أن بئس للظالمین بدلا و أیکم شر مکانا و أضل سبیلا۔

(اے یزید) انہیں قتل کرنے کی خوشی سے سرشارمت ہو (اس لئے کہ خدا نے ارشاد فرمایا ہے): *اور جو خدا کی راہ میں شہید کئے گئے ہیں انہیں ہرگز*

مردہ نہ سمجھنا بلکہ وہ لوگ جیتے (جاگتے موجود) ہیں اپنے پروردگار کے یہاں سے وہ (طرح طرح) روزی پاتے ہیں۔ (سورت آل عمران، آیت ۱۶۹۔۱۷۰)

تمہارے لئے اتنا ہی کافی ہے کہ (قیامت کے دن) خدا قاضی ہوگا، رسول خدا (تمہارے خلاف) مدعی ہونگے اور جبرئیل (رسول کے) گواہ ہونگے۔اور پھر جنھوں نے تمہاری تائید کی اور تجھے مسلمانوں کے گردن پر مسلط کیا ہے انہیں معلوم ہوگا کہ ظالموں سے کتنا برا بدلہ لیا جائے گااور تم میں سے کون بدترین جگہ کا حقدار ہے اور سب سے زیادہ گمراہ ہے۔

(۶)یزید کو للکارنا:

فکد کیدک و اسع سعیک و ناصب جھدک، فواللہ لا تمحو ذکرنا و لا تمیت وحینا، و لا تدرک امدنا و لا یرخص عنک عارھا۔

و ھل رایک الا فند و أیامک الا عدد و جمعک الا بدد یوم ینادی المنادی: الا لعنة اللہ علی الظالمین۔

(اے یزید) جو بھی تدبیر اپنانا ہے اپنالے، جتنی کوشش کرنا ہے کرلے اور پوری جدوجہد کرلے، لیکن خدا کی قسم تو (لوگوں کے دلوں سے) ہمارے ذکرو یاد کو نہیں مٹاسکتا ہے، نہ ہماری وحی کو ختم کرسکتا ہے اورنہ تو ہماری بلندیوں کو پہنچ سکتا ہے۔اور (اگر تو چاہے تب بھی قتل حسینؑ کے دھبہ کو) اپنے دامن سے دھو نہیں سکے گا۔

تیری رائے یقیناً غلط اور تیرے ایام (زندگی) بس محدود اور تیرا شیرازہ بالآخر منتشر ہو جائے گا جس دن (آسمانی) منادی آواز دے گا: بے شک ظالموں پر اللہ کی لعنت ہے!

تبصرہ اول: زینبؑ نے یزید کو اسی کے دربار میں للکارا ہے کہ جو تیرے بس میں ہے کر دیکھا لیکن تو میرے نانا کے دین کو یا ان پر نازل ہونے والے قرآن کو یا مسلمانوں کے دل سے آل محمدؐ کی محبت کو مٹا نہیں سکتا ہے۔

تبصرہ ثانی: چونکہ زینبؑ نے ذکر خدا کو ہمیشہ مشکل سے مشکل حالات میں بھی زندہ رکھا (یہاں تک کہ بھوک و پیاس کے باوجود اور ایک ہی دن میں خاندان کے اٹھارہ افراد کی شہادت کو دیکھنے کے بعد بھی شب اگیارہ محرم میں نماز شب کو نہ بھولیں) اس لئے خدا نے بھی زینبؑ کا ذکر زندہ و جاوید رکھا ہے۔ آج بھی صدیوں کے بعد جناب زینب کا نام دنیا کے گوشہ گوشہ میں لیا جا رہا ہے جبکہ یزید کا نام داخل دشنام ہو چکا ہے۔ یزید کی قبر کا تو پتہ نہیں لیکن زینبؑ کے نام سے دو مزار مشہور ہیں: ایک شام میں اور دوسرا قاہرہ میں، دونوں جگہ زائرین کی بڑی تعداد جمع ہوتی ہے اور لوگوں کی مرادیں قبول ہوتی ہیں!

(۷) خطبے کے آخری فقرات:

فالحمد لله الذی ختم لاولنا بالسعادة و لآخرنا بالشهادة، و نسأل الله أن يكمل لهم الثواب و يوجب لهم المزيد و يحسن علينا الخلافة۔ انه رحيم ودود و حسبنا الله و نعم الوكيل۔

پس خداوند عالم کا شکر ہے کہ اس نے ہمارے گذشتگان کو سعادت نصیب فرمائی اور ہماری موجودہ نسل کو شہادت کی توفیق دی، ہم خدا سے دعا گو ہیں کہ وہ ان کے ثواب کو پورا فرمائے اور اس میں مزید اضافہ فرمائے اور ہم لوگوں کو ان کے اچھے وارثین میں سے قرار دے۔ بے شک وہ مہربان اور محبت کرنے والا ہے، یقیناً خدا ہمارے لئے کافی ہے اور بہترین وکیل بھی ہے۔

نتائج خطبہ زینبؑ

اس خطبہ سے شامیوں کے سامنے آل ابی سفیان کا اصلی چہرہ ابھر کے سامنے آگیا۔شام کے مسلمانوں کو چھوڑئے، دمشق میں مقیم یہود و نصاری و سلطنت روم کے نمایندوں نے بھی یزید پر تنقید کی کہ تو نے اپنے ہی رسولؐ کے آل کا پاس نہ رکھا، انکے مردوں کو قتل کیا اور انکے اہل حرم کو قیدی واسیر بنایا!

جناب زینبؑ کا خطبہ اور امام زین العابدینؑ کا خطبہ ایک دوسرے کے متمم تھے: زینب نے ''تبریٰ'' سے آغاز کیا اور امام سجاد نے ''تولیٰ'' پر ختم کیا، ایک نے آل ابی سفیان کی حقیقت کو فاش کیا اور دوسرے نے آل محمدؐ کی حقیقت کو بیان کیا۔(امام زین العابدین کے خطبہ کی تشریح کسی اور موقع پہ ہوگی اس لئے کہ یہ مضمون صرف خطبہ زینب پر ہے۔) ان دونوں خطبوں نے آل ابی سفیان کی کھینچی ہوئی ''آہنی دیوار'' کو گرادیا اور آل ابی سفیان کی حکومت کو اس طرح متزلزل کردیا کہ یزید کا بیٹا باپ کے تخت وتاج کو چھوڑ دیتا ہے اور حکومت آل مروان کی طرف منتقل ہو جاتی ہے۔حکومت بنو امیہ کازوال شروع ہو چکا تھا۔

وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون۔

۲۷ فروری ۲۰۱۱ء

* * *